الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
الفضل
قادیان

قیمت فی پرچہ ۱

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۹	مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۲۸ء	یوم جمعہ	مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا کے فضل و کرم سے ہمہ وجوہ خیریت ہے۔

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے تکمیل اغراض کے بعد کراچی۔ سے واپس آگئے ❊

مولوی اللہ دتا صاحب کتھووالی ضلع لائل پور سے واپس آگئے ❊

مولوی فاضل کلاس کا امتحان یونیورسٹی عنقریب شروع ہونیوالا ہے۔ قادیان سے بھی کئی اصحاب شریک ہوں گے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ❊

۱۷ جون سنہ ۱۹۲۸ء کو خاتم النبیینؐ کی سیرت پر لیکچر ہونگے

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے۔ ۱۷ جون بروز آئت وار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق جلسہ کرنا تجویز ہوا ہے۔ اس تجویز کو تمام فرقوں کے مسلمانوں نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور بہت سے اصحاب نے اپنے آپ کو اس دن لیکچر دینے کے لئے پیش کیا ہے۔ لیکچروں کے نوٹ شائع ہو چکے ہیں جن کی امداد سے مضمون لیکچر کی تیاری کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد دوسری بات یہ ہے۔ کہ جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔ با اثر اور صاحب علم اصحاب کو پریذیڈنٹ منتخب کیا جائے۔ تا کہ وہ ابھی سے جلسہ کو مفید اور کامیاب بنانے کی کوشش شروع کر دیں۔ اور ضروری انتظامات میں حصہ لے سکیں ❊

تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح بتا دینی چاہیئے کہ یہ جلسہ اس بات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ کہ انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت اور اخلاص ہے اور وہ آپ کی شان کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے کس اخلاص مندی اور جوش سے کام لیتے ہیں۔ پس ہر جگہ کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے غیر مسلم اصحاب کو اس میں شریک کریں ❊

خاتم النبیین نمبر کی تیاری

اس نمبر کے لئے پوری کوشش اور سعی سے تیاری ہو رہی ہے۔ اس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ حسب ذیل بزرگان سلسلہ مضامین مرحمت کرنے کا وعدہ فرما چکے ہیں:

۱۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے ۲۔ مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ ۳۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب ۴۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب ۵۔ جناب خاں صاحب ذوالفقار علی خان صاحب ۶۔ جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔اے ۷۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل۔ ۸۔ جناب بھائی عبدالرحیم صاحب ۹۔ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

بیرونی اصحاب کو جو خطوط لکھے گئے ہیں۔ ان کے بھی حوصلہ افزا جواب موصول ہوئے ہیں کئی ایک غیر احمدی معزز اصحاب نے مضمون بھیجنے کے وعدے کئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ یہ نمبر بلحاظ مضامین اعلیٰ پایہ کا ہوگا۔ احباب ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ کس قدر پرچے وہ خرید سکیں گے۔ قیمت فی پرچہ ۳ ر اور ایک روپیہ کے چھ ہونگے۔ مطلوبہ پرچوں کی قیمت پیشگی آنی چاہئیے۔ یا وی۔پی بھیجنے کی اجازت دی جائے۔

اشتہار دینے والوں کیلئے موقعہ

الفضل کا یہ پرچہ بہت بڑی تعداد میں شائع کیا جائیگا۔ جو کم از کم ایک لاکھ آدمیوں کے مطالعہ میں آئیگا۔ اشتہار دینے والے اصحاب بہت جلد اپنے لئے جگہ ریزرو کرالیں۔ نرخ بہت ارزاں ہے۔ اور اشتہارات کے لئے بہت تھوڑے صفحے مخصوص ہوں گے۔ اشتہار عمدہ خاکہ اور خوبصورت نقش و نگار کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

مسلمان خواتین توجہ فرمائیں!

جون کے پہلے عشرہ میں الفضل کا ایک خاص پرچہ "خاتم النبیین نمبر" شائع کیا جائیگا جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق مضامین ہوں گے۔ اور آپ کے ان احسانات کا ذکر ہوگا۔ جو آپ نے دنیا پر کئے۔ اس وجود باجود نے فرقہ نسواں پر کم احسان نہیں فرمائے۔ جن کے شکریہ میں خواتین کو چاہیئے۔ کہ مضمون لکھ کر ارسال کریں۔ تاکہ "الفضل" کے اس پرچہ میں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار میں شائع کیا جا رہا ہے۔ درج کئے جائیں۔

خواتین ان تمام پہلوؤں میں سے کسی پہلو پر مضمون تحریر فرما سکتی ہیں۔ جو ان کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا سے تعلق رکھتا ہو۔ مضمون ۲۰ مئی تک پہنچ جانا ضروری ہے۔

خاکسار ایڈیٹر الفضل

ذوالحجہ کا چاند

اگرچہ عید اضحیٰ چاند ہونے کے دسویں دن ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے مختلف مقامات پر مختلف ایام اس کے لئے تجویز کئے جاتے ہیں۔ وجہ یہ کہ چاند ہونے کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ اس نقص کو دور کرنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اب کے بیرونی احباب اپنے ہاں جس دن چاند دیکھیں۔ اس کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور دیدیں۔ اور حضور سب اطلاعوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جو فیصلہ فرمائینگے۔ اس کا اعلان اخبار میں کر دیا جائیگا۔ اس طرح کم از کم ہماری جماعت کے ہر جگہ کے لوگ ایک دن عید کر سکینگے۔

سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان اور شہر کی صفائی

الفضل نمبر ۸۰ مورخہ ۴ رمئی ۱۹۲۸ء میں سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کے متعلق جو نوٹ شائع ہوا ہے۔ کہ اب کمیٹی کی توجہ صفائی کی طرف سے کم ہوگئی ہے۔ وہ حالات موجودہ کے ماتحت درست نہیں ہے۔ غالباً ایڈیٹر صاحب کو حالات کا صحیح علم نہیں پہنچا۔ اور انہوں نے ایک اعلیٰ نمونہ صفائی کا ذہن میں رکھکر یہ نوٹ لکھدیا ہے۔ واقعات یہ ہیں کہ سمال ٹاؤن کمیٹی نے اپنا ابتدائی کام چلانے کے لئے گورنمنٹ سے کچھ روپیہ مانگا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ اتنا عرصہ کمیٹی کو کام شروع کئے ہوچکا ہے۔ کوئی روپیہ گورنمنٹ کی طرف سے ابھی تک نہیں ملا۔ دوسری طرف سوائے ٹھیکہ آڑھت کی ابتدائی قسط کی خفیف رقم کے اور کسی قسم کا ٹیکس بھی ہنوز وصول نہیں ہوا۔ اور کمیٹی کی مالی حالت ایسی تنگ ہے۔ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کام چلانے کے لئے بعض ممبران نے اپنے پاس سے کچھ روپیہ کمیٹی کو بطور قرض دیا ہے۔ ان حالات میں جبکہ کمیٹی حقیقۃً بالکل بے مایہ ہے۔ جس قدر صفائی شہر میں ہو رہی ہے۔ وہ بہت قابل تعریف ہے۔ اور سابق کی نسبت یقیناً بہت ترقی ہے۔ باقی مزید ترقی اور اصلاح کی گنجائش ہونا ایسا امر ہے۔ کہ ہر مقام پر پہنچکر یہ دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جب کمیٹی کی حالت بہتر ہو جائیگی۔ تو وہ صفائی وغیرہ کے معاملات میں یقیناً زیادہ روپیہ اور زیادہ توجہ صرف کریگی۔ لیکن موجودہ حالات میں جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے۔ وہ یقیناً بہت قابل شکریہ ہے۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد قائم مقام ناظر اعلیٰ قادیان)

اعلان ضروری

صوبہ جات یو۔پی۔ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ برار۔ بمبئی۔ راجپوتانہ۔ مدراس کے احمدی احباب کی خدمت میں استدعا ہے۔ کہ اپنے اپنے علاقے کی غیر احمدی انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان کے نام و مکمل پتہ سے جلد از جلد اطلاع دیں۔ تاکہ ۱۷ر جون کے جلسہ و دیگر تبلیغی امور کے لئے ان سے خط و کتابت کی جاسکے۔ پہلے بھی اس قسم کے اعلانات کئے گئے۔ لیکن احباب نے کماحقہٗ پورے شوق سے ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا۔

خاکسار فتح محمد سیال سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۲۸ء

چھوت چھات کے متعلق

اکالی دَل کا فیصلہ

ہندوستان کی دو مختلف اقوام ہندو اور مسلمانوں میں دائمی نفاق اور فتنہ و فساد کا ایک اہم اور خطرناک باعث وہ خلاف انسانیت اور حقارت آمیز سلوک ہے جو ہندو مسلمانوں سے روا رکھتے ہیں۔ انسانی فطرت کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جب تک کسی ذی عقل کو انسانیت کے لحاظ سے مساویانہ حیثیت نہ دی جائے۔ اور اسے اپنے جیسا انسان نہ سمجھا جائے۔ اس کے ساتھ محبت و مودت کے تعلقات قائم نہیں ہو سکتے ایک ذی شعور انسان جسے ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور جسے اس درجہ حقیر خیال کریں۔ کہ اس کے ساتھ چھونے سے بھی ہمارا کھانا ناپاک اور جسم پلید ہو جائے۔ اس سے ہمیں یہ توقع کبھی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ اس انسانیت کش سلوک کو بھول جائیگا۔ انسان تو انسان حیوانوں میں بھی یہ احساس اور جذبہ پایا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی ایسے شخص کے کبھی جان نثار اور مطیع و فرمانبردار نہیں ہوتے۔ جو ان کے آزار کے درپے ہو۔ اور ان سے کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہ کرے۔

ہندوستانی راہنما اس وقت ملک کی پریشان حالت کو سنوارنے کے نہایت بے چین دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس کے لئے مختلف تجاویز سوچ رہے ہیں۔ لیکن انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ ہندوستان کی ان دو مختلف الخیال اقوام میں صلح و آشتی اور ہمدردی کے خیالات پیدا کرنے میں اس وقت تک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک وہ ہندوؤں کے دلوں سے اس متکبرانہ خیال کو نہیں نکالتے۔ کہ مسلمان حقیر و ذلیل ہیں اور جب تک ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات رکھ کر اپنی حقارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس وقت تک حقیقی صلح نہیں ہو سکتی۔

ہندوستانی لیڈر جس قدر زور دیگر تحریکات پر دے رہے ہیں اگر اس سے کم بھی اس وحشیانہ اور مذموم طریق کو مٹانے پر صرف کریں۔ جو ہندو مسلمانوں کے ساتھ برت رہے ہیں۔ تو اس سے نہایت شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ملک کی حالت تھوڑے عرصہ میں نمایاں طور پر تبدیل ہو سکتی ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہو۔ ملک میں پائدار صلح کا ہونا بالکل ایک ناممکن امر ہوگا۔

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ سکھ اصحاب نے اس طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔ جسے ہم فال نیک خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ "شرومنی اکالی دل" نے اپنے ایک گذشتہ اجلاس میں ہر ہندوستانی کے ساتھ کھان پان کو جاری کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور سکھ "ہمارا اکالی" لکھتا ہے۔

"کیا گوروصاحبان کا یہ منشا تھا۔ کہ ہندوؤں سے تو یہ وہم نکال دیا جائے۔ اور سکھوں میں برابر جاری رہے۔ جب ہم ہر روز غیر سکھوں کے ہاتھ کا ان جل کھاتے ہیں۔ تو پھر اچھوتوں اور مسلمانوں کے ہاتھ کے کھانے سے کیوں پرہیز کیا جائے۔ یہ وہم ایک پرانے جنگلی زمانہ کی یادگار ہے"!

"شرومنی اکالی دل" اگر اپنے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جد و جہد کرے۔ اور اس تجویز کو اس انجام سے بچانے کی کوشش کرے۔ جو عام طور پر ہندوستانیوں کے پاس کردہ ریزولیوشنز اور قراردادوں کا ہوا کرتا ہے۔ تو یہ ملک کی خوش قسمتی کا باعث ہوگا۔

ہمارے ہندو دوستوں کو بھی خالصہ بھائیوں کی رواداری سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اپنے رویہ کو بدلنے کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ ورنہ مسلمانوں کو بھی حق ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کے ہاتھ کی اشیاء اسی طرح استعمال نہ کریں۔ جس طرح ہندو ان کے ہاتھ کی استعمال نہیں کرتے۔ افسوس ہے۔ کہ ہندوؤں نے بحیثیت قوم ابھی تک مسلمانوں کے اس جائز اور حق بجانب مطالبہ کی طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ جب تک مسلمان ان کو اس بات کا پوری طرح احساس نہ کرا دیں گے۔ کہ ان کے ہاتھ کی اشیاء استعمال کرنے کے لئے وہ بھی قطعاً تیار نہیں ہیں۔ اور اس کی پوری پوری پابندی نہ کریں گے۔ اس وقت تک ہندو متوجہ نہ ہوں گے۔

کیسا اندھیر ہے۔ کہ ہندو کھانے پینے کی اشیاء کے بارے میں مسلمانوں سے وہی سلوک کرتے ہیں جو نہایت درجہ غلیظ اور ناپاک لوگوں سے روا رکھتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان صفائی اور پاکیزگی کے لحاظ سے ہندوؤں سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اور پھر ہندو اس بات کے مدعی ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اتحاد اور رواداری کا سلوک کر رہے ہیں یہ محض زبانی دعوے ہیں جب تک اپنے عمل سے اس کا ثبوت ہندو نہ پیش کریں۔ اس وقت تک مسلمانوں کی تسلی نہیں ہو سکتی۔

رسم ستی

ستی ایک ظالمانہ رسم ہے۔ اور اس دور تمدن و تہذیب میں ایسی رسم پر کوئی درد مند فخر نہیں کر سکتا۔ بلکہ جس مذہب میں یہ موجود ہو۔ اس کے لئے یہ معیوب بات ہے۔ مگر معلوم نہیں۔ آریہ اخبار "تیج" (۲۹ اپریل) کو فخریہ پیرایہ میں اس کا ذکر کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"گذشتہ چند ہفتوں میں صوبجات متحدہ میں ہی ستی کے متعدد واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ جن میں پتی ورتا ہندو استریوں نے اپنے پتی کی چتا پر ستی ہو کر ہنسی خوشی جان دیدی کہاں ہے بدنام زمانہ "مدر انڈیا" کی مصنفہ منہ پھٹ مس میو۔ .... اس کا ملک امریکہ پتی برت دھرم اور پریم کی ایک بھی مثال اس قسم کی پیش کر سکتا ہے"!

"ہنسی خوشی جان دینے" کی بھی ایک ہی کہی۔ دیدہ دانستہ بھڑکتی ہوئی آگ میں اپنی مرضی سے کود جانا انسانی فطرت کے ہی خلاف ہے۔ باقی رہا "تیج" کا مس میو کو چیلنج۔ کہ وہ ملک امریکہ سے کوئی ایک مثال ہی ایسی پیش کرے۔ سو ملک امریکہ تو کیا۔ تمام مہذب دنیا مل کر بھی ایسی حرکت کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ خود ہندوستان جوں جوں تہذیب میں بڑھ رہا ہے یہاں سے بھی یہ رسم بند ہو رہی ہے

برہمچریہ کے نقصانات

ہندوؤں میں برہمچریہ یعنی مجرد رہنا یا شادی کر کے بیوی سے خاص تعلقات نہ رکھنے کو بڑا درجہ حاصل ہے۔ اور اسے روحانیت کی ترقی کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ چونکہ فطرت انسانی کا مقابلہ اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ جذبہ کی پائمالی ہے۔ اس لئے اس کے نہایت خطرناک نتائج رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور اسی لئے اسلام نے اس طریق کو جائز نہیں رکھا۔

گاندھی جی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا کی تازہ اشاعت میں ایک ایسے شخص کا مضمون شائع کیا ہے۔ جس نے ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر اپنی بیوی سے خاص تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے:۔

"اگر میں اپنی استری کی خواہشات کو پورا نہ کروں۔ تو یا تو وہ پاگل ہو جائے گی۔ یا خود کشی کرے گی"! (تیج دہلی)

ایسی حالت کو پیش کر کے اس نے گاندھی جی سے مشورہ طلب کیا ہے۔ کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں گاندھی جی نے برہمچریہ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔ کہ

"ہندو دھرم شاستر کے مطابق استری کو طلاق نہیں دی جاسکتی۔ اور اس طرح ان کی استریوں کی دوبارہ شادی بھی نہیں ہوسکتی"

مطلب یہ کہ عورتوں کو یہ بتانا چاہیئے۔ کہ نہ تو تمہیں طلاق دی جاسکتی ہے۔ اور نہ دوبارہ تمہاری شادی ہوسکتی ہے۔ اس لئے مرد خواہ تم سے کیسا ہی سلوک کریں۔ تمہیں برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے سوا دوسری کوئی صورت ہی تمہارے لئے نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ یہ تخویف ہندو عورتوں کے منہ بند کرنے میں کچھ اثر رکھتی ہو۔ مگر قدرتی جذبات کو نہیں روک سکتی۔ اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

مصر میں عیسائیت کی تبلیغ

فلسطین کے بعد مصر کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی۔ کہ وہاں ایک پادری کو جس کا نام زویمر ہے۔ مساجد میں جانے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے جامعہ الازہر میں جاکر طلبہ اور مدرسین میں اپنے ٹریکٹ اور رسالے بانٹے۔ اور چونکہ اس نے مساجد میں جانے سے باز رہنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ اس لئے مصری پارلیمنٹ میں مسیحی مبلغین کی سرگرمیوں کے خلاف تحریکات پیش ہونے والی ہیں یہ خبر پڑھکر ہمارا سر شرم و ندامت کے بوجھ سے جھک گیا مصری پارلیمنٹ اپنی طاقت اور زور کے ساتھ عیسائی مبلغین کے متعلق جو کچھ کرسکتی ہے۔ اس کا اندازہ تو تازہ واقعات سے ہوسکتا ہے۔ کہ تین دن کے الٹی میٹم کے مقابلہ میں مصر کو بلا چون و چرا برطانیہ کے سامنے سر جھکا دینا پڑا۔ مگر رنج و افسوس کے قابل جو بات ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک مشہور اسلامی ملک میں جامعہ ازہر کی سی پرانی اور مشہور درسگاہ کے طلباء اور مدرسین میں صرف ایک پادری کے چلے جانے اور اپنے ٹریکٹ اور رسالے تقسیم کرنے پر کہرام مچ جاتا ہے۔ اسے مساجد میں جانے سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور جب وہ رکنے سے انکار کرتا ہے تو سفارت خانہ انگلستان سے مداخلت کی درخواست کی جاتی ہے۔ اور پارلیمنٹ تک یہ بات پہونچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اگر جامعہ ازہر کے طلباء اور مدرسین ایک پادری کے ٹریکٹوں اور رسالوں سے اس طرح خوفزدہ اور سراسیمہ ہوسکتے ہیں۔ تو پھر پادریوں کے مقابلہ میں دوسرے مسلمانوں کی جو حالت ہوسکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عیسائی ہر جگہ کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ اگر علماء جن کا یہ اولین فرض ہے۔ عیسائی مشنریوں کے ٹریکٹوں کا مقابلہ ٹریکٹوں سے اور دلائل کا مقابلہ دلائل سے کریں۔ تو عیسائیوں کے جال میں اتنی آسانی سے لوگ نہ پھنس جائیں۔ مگر مقابلہ کی طاقت کہاں سے لائیں۔ وہ خود ایسے عقائد رکھتے اور ایسی باتوں کو پلے باندھے ہوئے ہیں۔ جن سے عیسائیت کی تائید ہوتی ہے۔

آہ ایک تو وہ وقت تھا۔ کہ اسلام کا معمولی سے معمولی خادم بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں ظاہری طور پر بے سروسامانی کی حالت میں جاتا۔ پھٹے پرانے کپڑے اس کے بدن پر ہوتے۔ مگر صداقت کا حامل ہونے کی وجہ سے اس میں اتنی جرأت اور دلیری ہوتی کہ حق بات کہنے سے اسے کوئی چیز نہ روک سکتی۔ اور کسی چیز کا اس پر رعب نہ پڑ سکتا لیکن ایک وقت آج ہے۔ کہ جامعہ ازہر کے طلباء معہ اپنے استادوں کے صرف ایک پادری کے ٹریکٹوں اور رسالوں سے سراسیمہ ہوجاتے اور اپنے بچاؤ کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں دیکھتے۔ کہ اس کا اپنے پاس پہنچنا محال کردیں۔

یہ دلائل اور براہین کے لحاظ سے ان کی تہی دستی اور کم مائگی کا اتنا بڑا ثبوت ہے۔ کہ جس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور ایسی حالت میں جب تک ان دلائل سے کام نہ لیا جائیگا۔ جو عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کئے ہیں۔ اس وقت تک عیسائیت کا مقابلہ ناممکن ہے۔

مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کی سزا

ہندو مہاسبھا جبل پور کے اجلاس میں پنڈت مالویہ جی نے علیحدگی سندھ کی قرارداد کی گو بظاہر تائید کی۔ مگر اسی اجلاس میں یہ حقیقت ظاہر ہوگئی۔ کہ وہ حصول مقصد کے لئے ایک پیچیدہ راہ اختیار کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کا بھی وہی مدعا تھا۔ جو دوسروں کا تھا۔ مگر "شری بھائی پرمانند جی" کی رواداری دیکھئے۔ کہ مالویہ جی کی اس ظاہر داری کو بھی معاف نہیں کرتے۔ اور اس سنگین جرم کے لئے سخت ترین سزا تجویز کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ملاپ کے نمائندے سے انٹرویو کے دوران میں کہا۔

"جبلپور ہندو مہاسبھا کا نتیجہ دیکھکر شری مالوی جی کے لئے مجھے تو اور کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ کہ وہ ہندو سبھا سے مستعفی ہوجائیں۔ اور ہندوؤں کو ان کی قسمت پر چھوڑ دیں"

(ملاپ ۲۰ اپریل)

اور پھر لالہ لاجپت رائے کے متعلق فرماتے ہیں۔

"مدراس میں لالہ جی نے سندھ کی علیحدگی کے حق میں کہہ دیا جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ نہ انہیں ہندو مہاسبھا کے فیصلہ کی پرواہ ہے۔ اور نہ ہندوؤں کی پرواہ ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ہندو سبھا کی آرگنائیزیشن میں چوٹی پر رہ کر کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ وہ بھی مالویہ جی کے ساتھ ہی ہندو سبھا کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیں"

گویا علیحدگی سندھ کی تائید کرنا شری بھائی پرمانند جی کے نزدیک ایسا سنگین جرم ہے۔ کہ جس سے یہ سرزد ہوجائے وہ قطعاً نجس ہوجاتا ہے۔ اور اس وجہ سے ہندو سبھا میں کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

مسلمانوں کی دردناک حالت

معاصر "شہاب" راولپنڈی (۲۱۔ اپریل) ان پندرہ علامتوں کا ذکر کرتا ہوا جن کا پیدا ہونا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لکھتا ہے:۔

"موجودہ زمانے اور اس کے حالات پر ایک سرسری نگاہ ڈالئے۔ اور اندازہ کیجئے۔ کہ متذکرہ بالا پندرہ خصلتیں مسلمانوں پر کس ہولناک طریق سے مسلط ہیں۔ ہمارے زعماء دانشمند درد قومی سے مجبور ہوکر امراض ملت کے ازالے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ لیکن علاج کے لئے جو نسخے طیار کئے جارہے ہیں۔ وہ معالجات وحکم کے ناقص بیاضوں سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ ایک بیماری کا علاج ہوتا رہے۔ تو دوسری بیماری سر اٹھا لیتی ہے۔ ہر روز کا طلوع ہونے والا آفتاب مسلمانوں کے لئے مصائب و نوائب اور ذلت و ادبار کی نئی نئی ادائیں لے کر آتا ہے ہماری قوم اقوام عالم کی نظروں میں ذلیل ہے۔ ادبار کی گھٹائیں ہمارے سر پر چھائی ہوئی ہیں۔ افلاس اور غلامی ہمارے گلے کا ہار بن گئے ہیں۔ ہماری جمعیت کا شیرازہ منتشر ہے۔ حرص و طمع جو کہ یہود کی صفت تھی۔ اب مدعیان اسلام کا طغرائے امتیاز ہے۔ ہمارے عوام دام و دد کی طرح ہیں۔ اور ہمارے علماء عوام سے بدتر ہیں۔ ہمارے امراء غافل اور ضروریات ملی سے ناآشنا ہیں۔ ہمارے صوفیا نے مکر و فریب جلب زر کو شعار زندگی بنا رکھا ہے

جگر ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم"

معاصر موصوف نے جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل صحیح ہے۔ لیکن کاش اس کے احساس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو اس بات کی بھی سمجھ آجائے۔ کہ اس حالت کی اصلاح سوائے اس انسان کے جسے خدا تعالےٰ مصلح بنا کر دنیا کی راہ نمائی کے لئے بھیجے۔ اور کوئی نہیں کرسکتا۔ اور ایسا انسان جو اسلام کی ترقی اور برتری کے لئے مبعوث کیا گیا۔ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کوئی نہیں ہے۔

فلسطین میں پادریوں کے زہر کا تریاق

آنچہ مے بینیم بلا حاجتِ اظہار نیست (مسیح موعودؑ)

حیفا کے مفتیٔ اعظم کے تار کے متعلق جو انہوں نے عیسائیوں کے خلاف مسلمانان ہند سے امداد کی درخواست کرتے ہوئے بھیجا تھا۔ ہم نے الفضل کے گذشتہ دو پرچوں میں جو کچھ لکھا ہے قریبًا اسی قسم کے خیالات جماعت احمدیہ کے مبلغ مقیم حیفا نے اپنے تازہ خط میں ظاہر کئے ہیں۔ اور چونکہ ان کے معلومات ذاتی مشاہدہ پر مبنی ہیں۔ اور انہوں نے چشم دید حالات لکھے ہیں۔ اس لئے ان کی صداقت میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ عیسائیت کا اگر مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ تو انہی دلائل کے ساتھ جو احمدیت پیش کرتی ہے۔ ورنہ عام مسلمان جو عقائد رکھتے ہیں۔ ان پر قائم رہ کر وہ عیسائیت کے مقابلہ میں قطعًا نہیں ٹھہر سکتے۔

امید ہے مسلمانانِ ہند اس مضمون کو نہایت توجہ اور غور سے پڑھیں گے۔ اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کا جو اصل اور کامیابی کا طریق ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔

(ایڈیٹر)

فلسطین اور شرق الاردن میں پادری نہایت زور شور سے تبلیغ مسیحیت میں منہمک ہیں۔ اور جو ممکن وسائل مسلمانوں کو مسیحیت میں داخل کرنے کے لئے وہ استعمال کر سکتے ہیں استعمال کر رہے ہیں۔ تین ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ شفا عمرو بستی میں چالیس خاندان مسلمانوں کے مسیحیت میں داخل ہو گئے۔ اور اسی طرح اکے دکے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ قدس میں ایک مولوی صاحب کا لڑکا بھی مسیحیت میں داخل ہو گیا حیفا میں ایک بہت بڑے عالم کے مکان میں وہ پادری جو مسلمانوں کو عیسائی بناتا ہے۔ محل کرایہ پر لئے ہوئے ہے۔ قید خانوں میں بھی تبلیغ کی جاتی ہے۔ چنانچہ تین شخص قید خانہ میں بھی مسیحی ہو چکے ہیں۔ مسلمان نہایت متالم ہیں۔ اور علماء غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

چند دنوں کے بعد قدس میں پادریوں کی ایک مؤتمر منعقد ہونے والی ہے جس میں تمام حکومتوں اٹلی۔ فرانس ڈنمارک اور برطانیہ کے پادری شامل ہوں گے۔ اور اس امر پر غور کریں گے۔ کہ کون سے وسائل اور تدابیر عمل میں لائی جائیں جن سے مسلمانوں کو مسیحیت میں داخل کیا جائے۔ چنانچہ اس مؤتمر کا تمہیدی جلسہ ہو چکا ہے۔ اور کسی غیر شخص کو انہوں نے اس میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ بعض اخبارات کے نمائندوں نے داخل ہونا چاہا۔ مگر انہیں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔

اسی طرح اخبار المقتبس جو دمشق سے شائع ہوتا ہے۔ رقمطراز ہے۔ کہ بیروت میں پادریوں کی طرف خاص طور پر ہدایات پہونچی ہیں۔ کہ وہ تبلیغ کی طرف پورے زور سے توجہ کریں۔

مسیحی اس طرح مشغول ہیں۔ مگر مسلمان ہیں۔ کہ اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ یہاں کی حالت کو دیکھکر ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ مستقبل نہایت خوفناک ہے فلسطین کے شرابخانوں کو دیکھو۔ تو اکثر مسلمان دکھائی دیں گے۔ قید خانے مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ سو قیدیوں میں ایک یا دو یہودی قیدی ہوں گے۔ باقی سب مسلمان۔ محکموں وغیرہ میں یہودی یا مسیحی دکھائی دیتے ہیں مسلمان شاذ و نادر۔ اور علماء ہیں۔ جو ابھی تک لوگوں کو علوم جدیدہ پڑھنے سے روکتے ہیں۔

ایک بڑے عالم سے میں نے بہائیت اور مسیحیت کے متعلق گفتگو کی۔ باوجودیکہ یہاں بہائیت کا مرکز ہے۔ اُسے اُن کے مذہب کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ جب میں نے اسے بہائیوں اور مسیحیوں سے اپنے مباحثات کا ذکر سنایا۔ تو خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ تمام ادیان سے خوب واقف ہیں۔ آپ نے کہاں تعلیم پائی ہے۔ میں نے کہا ایک چھوٹی سی بستی میں جس کا نام **قادیان** ہے۔

بہت سے لوگوں نے مجھ سے پادریوں کے اعتراضوں کے جوابات نہایت دردناک لہجہ میں دریافت کئے۔ اور تمام اعتراضات اس قسم کے تھے۔ کہ مسیح مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ وہ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ تھا۔ اور روح اللہ تھا مرنے کے بعد زندہ ہو گیا۔ اور پھر آسمان پر جا بیٹھا۔ میں نے اس زہر کے ازالہ کے لئے وہ تریاق پیش کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام لائے ہیں۔ جب وہ جوابات سنتے تو انہیں اطمینان حاصل ہو جاتا۔ اور ان میں ایک ہمت اور جرأت پیدا ہو جاتی۔ کہ اب ہم پادریوں کو یہ جواب دیں گے۔

میں یہ خط لکھ رہا تھا۔ جو شام سے ایک دوست کا خط ملا جس میں اس کے بیٹے نے قدس سے اُسے لکھا ہے کہ ۵۰ پادری امریکہ سے نئے آئے ہیں۔ جو ان شہروں میں تبلیغ کریں گے۔ بعض نوجوانوں نے ان میں سے بعض پر پتھر پھینکے۔ سنا گیا ہی کہ ایک ان میں سے مر گیا ہے۔ پندرہ اشخاص اس جرم میں ماخوذ ہیں۔

تبلیغ مسیحی کے مقابلہ کے لئے جو طریق مسلمان تجویز کر رہے ہیں۔ نہایت غلط طریق ہے۔ اس کے نتیجہ میں سوائے نقصان کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ بات کا جواب پتھر اور اینٹ سے نہیں ہو سکتا۔ یہاں کے علماء بھی ایک مضبطہ تیار کر رہے ہیں جس پر مسلمانوں کے دستخط کروا رہے ہیں۔ پھر حکومت کے سامنے پیش کریں گے۔ خلاصہ مضمون یہ ہے۔ چونکہ یہ بلاد بلاد اسلامیہ ہیں۔ اس لئے یہاں سے پادریوں کو نکال دینا چاہیئے۔ اور کسی کو یہاں تبلیغ کی اجازت نہ دی جائے۔ ورنہ قتل تک نوبتیں پہونچیں گی۔ اور بغاوت ہو جائیگی۔

اب یہ مضبطہ انہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اول تو حکومت کا یہی جواب ہوگا۔ کہ اگر ہم نے انہیں تبلیغ کی آزادی دی ہے۔ تو تمہیں بھی دی ہے۔ تم بھی تبلیغ کر سکتے ہو۔ دوسرے اس کے یہ معنے ہیں کہ حضرات علماء پادریوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ ایک ان پڑھ شخص نے جب اُسے دستخط کرنے کے لئے کہا گیا۔ کیا ہی لطیف جواب دیا۔ کہ اگر کوئی بخوشی خاطر مسیحی ہونا چاہے۔ تو یہ تمہارا مضبطہ کیا اسے روک سکتا ہے۔ دوسرے اگر اسلامی ممالک کے علماء پادریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو دوسری جگہوں میں پھر کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

پھر یہ دلیل پیش کرنا۔ کہ یہ اسلامی ممالک ہیں۔ اس لئے تبلیغ مسیحی کو بند کرنا چاہیئے۔ ایسا ہی ہے جیسے کہ کہا جائے یورپ اور امریکہ مسیحی ممالک ہیں۔ اس لئے وہاں تبلیغ اسلام نہ ہونی چاہیئے۔

خرابی تمام کی تمام یہاں کے رؤسا و علماء کی طرف سے ہے۔ دین کے لئے ایک پیسہ خرچ کرنا انہیں محال ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ یہاں کے اکابر ہندوستان وغیرہ سے قومی منافع کے لئے چندہ جمع کر کے لاتے ہیں۔ مگر اس کا اکثر حصہ اپنے اوپر خرچ کرتے ہیں۔ یہاں کے وقف کی آمدنی اتنی ہے۔ کہ کئی مشن تبلیغ کے لئے کھولے جا سکتے ہیں۔ ایک مفتی کئی ہزار پونڈ کی جائداد رکھتا ہے۔ جو انہی طریقوں سے جمع کیا گیا ہے۔ ماہواری تنخواہ ساٹھ پونڈ لیتا ہے۔ اور رئیس مجلس الاسلامی الاعلیٰ ۱۵۰ پونڈ ماہوار تنخواہ لیتا ہے۔ مگر کام کوئی بھی نہیں۔ اسی طرح روپیہ اپنے بیٹوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اور خوب عیش و تنعم سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مگر اسلام کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ چنانچہ تین چار ہزار پونڈ وقف سے ماہواری تنخواہوں پر خرچ ہوتا ہے۔ مگر پوچھا جائے کہ دین کے لئے کونسا کام کیا جاتا ہے۔ فقراء بھوک سے مر رہے ہیں۔ بدا الاسلام غریبا وسیعود غریبا اسلام ایک مسافر بے زاد بے ناصر و معین

کی طرح ہے۔ اسی حالت کو خدا تعالےٰ کے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غمخوار اسلام نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتانِ نازنیں
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوشِ نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دیں
ہر کسے از بہر نفس دونِ خود طرفے گرفت
طرفِ دیں خالی شدہ ہر دشمنے جست از کمیں
ایں دو فکرِ دین احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں

پھر آپ فرماتے ہیں ؎

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

اے پیارے خدا ہمیں وہ وقت دکھا۔ کہ تیرے دین کی دنیا میں عظمت قائم ہو۔ اور تیرے نام کی تمام روئے زمین پر تسبیح و تقدیس ہو۔ آمین۔

جلال الدین شمس احمدی از حیفا ۸؍ اپریل ۱۹۲۸ء

۱۷؍ جون بروز اتوار لیکچر ہونگے

بعض وجوہ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینے کے جلسوں کی تاریخ بجائے ۲۰؍ جون کے ۱۷؍ جون ۱۹۲۸ء کردی گئی ہے۔ دوست مطلع رہیں۔ اور دوسروں کو اطلاع کردیں :-

۲- ۱۷؍ جون کا دن بہت قریب آرہا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق نہ صرف لیکچراروں کی مزید درخواست بھجوائیں بلکہ اپنے اپنے مقام پر اور قرب و جوار میں منتظمین جلسہ وغیرہ کو بھی ابھی سے تیار کریں۔ نیز جلسہ کی صدارت کے لئے موزوں اور با اثر دوستوں کو ابھی سے منتخب کرنے کی کوشش کریں۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا ہے جلسہ گاہ کے لئے بھی ابھی سے انتظام کرلینا چاہیئے۔ کیونکہ بعض اوقات عین موقعہ پر مشکل پیش آجاتی ہے۔ اور اس وجہ سے جلسہ کے اثر میں بہت کمی واقع ہوجاتی ہے۔

فتح محمد سیال سیکرٹری ترقی اسلام

درود شریف سے نبوت کا ثبوت

الفضل ۱۳؍ مارچ میں ایک مضمون بعنوان "درود شریف اور اجرائے نبوت" شائع ہوا ہے۔ اس کے جواب کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک مضمون "پیغام صلح" ۳؍ اپریل میں شائع فرمایا ہے۔ گو عقلمندوں نے کہا ہے۔ بدون مفید اضافہ کے اعادہ مناسب نہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو ایسے سے کیا سروکار؟ جناب وہی "پیغام صلح" ۱۵؍ فروری کے بے دلائل دعاوی شائع کرکے اسی کو جواب سمجھتے ہیں۔ ہمارے جن دوستوں نے ڈاکٹر صاحب کا یہ مضمون پڑھا ہو۔ وہ ۱۳؍ مارچ کے الفضل کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ تو اسی میں جواب موجود پائیں گے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"۱- اگر محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا فیضان دائمی طور پر دنیا میں جاری ہے۔ تو پھر نئی نبوت کی بھی ضرورت نہیں۔ نئی نبوت کی ضرورت تو اس وقت ہوگی۔ جب آپ کا فیضان منقطع ہوجائیگا۔"

۲- اجرائے نبوت کے استدلال پر طنزاً لکھتے ہیں :-

"امت محمدیہ پر ایسی خاص رحمتیں نازل فرما کہ نت نئی نبی آتے رہیں۔ اور یہ کافر بنتی رہے۔ اور کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ مسلمانوں کو مذہباً کافر بن جانے کے اندیشہ سے نجات ہو"

۳- "نئے نبی کی بعثت کے لئے دعا کرنے کے مقاصد صرف دو ہو سکتے ہیں۔ (۱) یا تو دعا کرنے والا نبوت محمدیہ کی طوالت سے تنگ آکر اب اس جوئے کو اتار پھینکنا چاہتا ہے۔ اور نئے نبی کی اطاعت کا خواہشمند ہے۔ (۲) اور یا وہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو بھی وقتی مانتا ہے۔ اس لئے اس کے ختم ہوجانے کے ڈر سے نئے نبی کے لئے چلاتا اور دعا کرتا ہے۔ ورنہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کی زندہ نبوت کے ہوتے ہوئے کیوں نئی نبوت کا متمنی ہے۔"

۴- "اگر رحمت میں اس طرح جو چاہیں۔ شامل کرلیں۔ تو کیوں نہ نئی کتاب اور نئی شریعت بھی اس دعا میں شامل سمجھی جائے۔ کیا شریعت یا کتاب الٰہی رحمت نہیں؟ کیا آل ابراہیم کو کتابیں اور شریعتیں نہیں ملتی رہیں۔ پھر کیوں نہ شریعت کا اجراء بھی اس سے نکال لیا جاوے۔"

واضح رہے کہ اول تو یہ سب باتیں اصل استدلال سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ "کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم" کی کوئی وجہ تخصیص بیان کی ہوتی جو اس وقت بنائے استدلال ہے۔ تاہم جواباً یاد رہے کہ

(۱) یہ بات مسلم فریقین ہے۔ کہ "آنحضرت کا فیضان نبوت جاری ہے" مگر اس کے جاری ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ یہ متنازعہ فیہا مسئلہ ہے۔ غیر مبایع اصحاب کے نزدیک اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ کی امت نبوت و رسالت جیسے انعام سے ہمیشہ کے لئے محروم کردی گئی۔ اور آئندہ کوئی وجود اس رحمت کا وارث نہ ہوگا۔ جو قرون اولیٰ کے حصہ میں آئی۔ ہمارے نزدیک آپ کے فیضان کے جاری ہونے کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آئندہ تمام انعامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع سے وابستہ کر دئے گئے۔ اور کوئی شخص بجز محمدی دروازہ کے انعام پانے والوں کی صف میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ہر عقلمند بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ قرآن مجید ہمارے اعتقاد کی تائید میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات ہماری گواہی دیتی ہیں۔ عقل ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن تعصب کا کیا علاج؟ دوسری آیت متداولہ سے قطع نظر کرکے اگر صرف اس آیت پر ہی غور کرلیا جائے۔ تو بہت جلد فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله و آمنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نوراً تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم ○ لئلا يعلم اهل الكتاب الا يقدرون على شيء من فضل الله وان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم (الحدید ۴)

کہ اے مومنو! ہم تمکو پہلی قوموں سے دوچند رحمت عطا کریں گے تا کہ اہل کتاب یہ طعن نہ دے سکیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل مسلمانوں کے شامل حال نہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ اپنا فضل دیتا ہی اور وہ بڑے فضل والا بزرگ ہے۔

دیکھئے کس وضاحت سے بتلایا گیا۔ کہ وہ فضل اور رحمتیں بہر صورت امت محمدیہ کو ملیں گی۔ جو پہلی امتوں کو مل چکی ہیں۔ ورنہ اس کا خیر امت ہونا چہ معنی دارد؟ پھر اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات بالکل واضح ہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں :-

"ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہو تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے۔" (بدر ۵؍ مارچ ۱۹۰۸ء)

ایک دوسری جگہ فیضان کے جاری ہونے کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں :-

"خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا۔ کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔

اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا۔ کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے۔ اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ۹۶-۹۷)

پھر آگے ڈاکٹر صاحب جیسے "مفسرین ختم نبوت" کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

" افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا۔ اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے۔ نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی۔ اور وہ صرف خشک شریعت سکھلانے آئے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں۔ اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں۔ تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۰۰-۱۰۱)

ہر سہ عبارات واضح ہیں۔ ان کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب کا وہ مغالطہ کیونکر کارگر ہو سکتا ہے۔ جو کہ انہوں نے ازالہ اوہام کی عبارت سے دینا چاہا ہے۔ جہاں لکھا ہے "لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہ رکھیگا۔ کہ ایک رسول کو بھیجکر ...... اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے۔ الخ" کیونکہ اس عبارت میں "اسرائیلی رسول" اور "مستقل رسول" کی جو بدون اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبۂ نبوت پر سرفراز ہو۔ نفی کی گئی ہے۔ اور اس کا آنا ہی خاتم الانبیاء کی کسر شان اور امت کی رسوائی بیان فرمائی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰)

ورنہ ایک امتی کے نبی بننے سے امت کی رسوائی کیونکر ہو سکتی ہے؟ میں حیران ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اتنی سادگی کیوں اختیار کر رہے ہیں؟ کیا وہ اتنی واضح بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟

(۲) جناب نے "امت کے کفر سے بچنے" کی بھی خوب ہی رٹ لگا رکھی ہے۔ حالانکہ بار بار کہا گیا۔ کہ نبی کافر بنانے نہیں آتے۔ وہ سورج ہوتے ہیں۔ جو سیاہ و سفید میں فرق ظاہر کر دیتے ہیں۔ سیاہ و سفید بنانا ان کا کام نہیں۔ ڈاکٹر صاحب امت کو "کفر سے بچانے" اور "مسلمانوں کو کافر بن جانے کے اندیشہ سے نجات" دلانے کے لئے گھل رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ فی الواقع امت کے ہمدرد ہوں۔ مگر ان کی ہمدردی اس ڈائن سے مشابہ ہوگی۔ جو ماں سے زیادہ پیار کرے۔ کیونکہ خود اللہ تعالےٰ (جو اس امت کا محافظ ہے) اس امت کے بارہ میں فرماتا ہے "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ" (آل عمران ع ۱۸)

"یعنی اللہ تعالےٰ مومنوں کو اسی حالت پر نہ چھوڑیگا۔ تاوقتیکہ ان میں سے خبیث و طیب میں فرق نہ کرتا رہے۔ لیکن وہ تم کو براہ راست غیب پر مطلع نہ کریگا۔ بلکہ جن کو وہ چاہیگا اپنا رسول منتخب کر کے اسے غیب سے آگاہ کریگا۔ پس اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ان سب پر ایمان لاؤ گے۔ اور تقویٰ اختیار کرو گے۔ تو تمہارے لئے بڑے اجر ہوں گے۔"

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیار کی علامت ہی یہ بتائی ہے۔ کہ رسولوں کی بعثت کے ذریعہ حقیقی مومنوں اور منافقین وغیرہ میں امتیاز کیا جائیگا۔ اور گندہ عنصر اس پاک جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا۔ غرض ڈاکٹر صاحب کا انوکھا طریقہ "نجات" نہ عقلاً درست ہے۔ نہ نقلاً۔ یہ محض ایک وہم ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا۔ تو اس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔...... انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں۔ اور عقل جو زمینی پانی ہے۔ اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک مدت دراز اس بات پر گذرتی ہے۔ کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا۔ تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور دنیا میں بت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے۔ اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے۔ اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں۔ ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں۔ اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے۔ ان میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱)

(۳) نئے نبی کی بعثت کے دو تو مقاصد اس جگہ نہیں اور یہ حصر بھی جناب کی ہی ایجاد ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کی نبوت تاقیامت ہے۔ آپ کا فیضان نبوت تاقیامت جاری ہے۔ امت کی خرابیوں اور غیر مسلمین پر اتمام حجت کیلئے آنحضرتؐ کی شان کے اظہار کے لئے آپکی اتباع کرنے والے نبی ہونگے۔ اور اسی لئے اهدنا کی دعا امت محمدیہ کو سکھلائی گئی "تا وہ نبیوں کی وارث ہو"۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے الفاظ سے عیاں ہے۔ باقی رہا ضرورت کا سوال سو یہ بھی واضح ہے۔ خود جناب مولانا غلام حسن صاحب پشاوری لکھتے ہیں:-

"کیا کسی انسان کو اس بات کا سمجھنا مشکل ہے۔ کہ اس کے خیالات ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ پس اگر ایک مصلح آکر اسے یہ کہتا ہے۔ کہ تیرا دین اس حالت میں نہیں رہا۔ جو آغاز میں تھا۔ تو وہ جھنجھلا کر کیوں اس کا انکار کرتا ہے۔ اگر دو مختصر باتیں جو مسلمات میں سے ہیں۔ لوگ ذہن نشین کر لیں۔ تو مصلحین کا راستہ بہت صاف ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ دنیا میں مصلحین (کیا نبی ان میں شامل نہیں؟ ناقل) آیا کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ لوگ ہمیشہ اپنے دین یا رواج میں تغیر کرتے رہتے ہیں۔ اور صراط مستقیم پر قائم نہیں رہتے۔" (پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۲۸ء)

کیا اب بھی حالات حاضرہ میں ضرورت نبوت سے انکار ہو سکتا ہے؟ غرض ڈاکٹر صاحب کا اعتراض باطل ہے۔ کیونکہ ہم آئندہ کے لئے وہی نبوت یا رسالت جاری سمجھتے ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "زندہ نبوت" کا ثبوت ہو نہ غیر۔ اور اگر ایسی نبوت بھی جاری نہیں تو پھر اسلام پر حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ صادق آئینگے (نعوذ باللہ)

"کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے"۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری

حصہ وصیت کی ادائگی

مکرمی دوست محمد صاحب حجانہ بلوچ لعل گڑھ ضلع ڈیرہ غازی خاں سے لکھتے ہیں۔ "کہ میں نے اپنی وصیت کو پورا کرنے کی غرض سے اپنی جائداد کا حصہ موعودہ ۳۴ کنال آباد رقبہ زرعی کا انتقال ہبہ روبرو ریونیو افیسر تصدیق کر دیا ہے۔ جو منظور ہو کر داخل دفتر مال ہو چکا ہے جس کا پتہ حسب ذیل ہے۔

"انتقال ہبہ ۲۳۳ ونڈ منقسمہ چاہ بخشے والا کہنہ موضع ڈیورہ حجانہ تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازی خاں منظور شدہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء"

نوٹ:۔ صاحب موصوف اپنی آمدنی کا بھی ماہوار با حصہ بمد وصیت (حصہ آمد) دے رہے ہیں۔ میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کی قربانی کو قبول کرے۔ اور بہت بڑی برکات نازل فرمائے۔ اور ان کا انجام بالخیر ہو۔ والسلام سید محمد سرور شاہ سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

بہائیت میں فرقہ بندی

(از جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

بہائی فرقہ کی اس فرقہ بندی میں جس کا ذکر گذشتہ مضمون میں کیا گیا ہے۔ ایک اور اضافہ یہ بھی ہوا ہے۔ کہ عبد البہاء (عباس آفندی) کے نومبر ۱۹۲۱ء میں فوت ہونے کے بعد "شوقی آفندی" اور دوسرے بہائیوں میں میرزا محمد علی (غصن اکبر) کے متعلق پھر اختلاف ہوا ہے۔ شوقی آفندی کو عبد البہاء اپنی وصیت سے اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے لیکن ایک حصہ بہائیوں کا جو عبد البہاء کی زندگی میں ان کے ساتھ تھا۔ وہ بہاء اللہ کی ایک اور وصیت پیش کر کے شوقی آفندی کی نامزدگی کو (جو عبد البہاء کے نواسہ ہیں) غلط قرار دیتا ہے۔ بہاء اللہ کی وصیت یہ پیش کی جاتی ہے:۔

إِذَا غِيضَ بَحْرُ الْوِصَالِ وَقُضِيَ كِتَابُ الْمَبْدَءِ فِي الْمَآلِ تَوَجَّهُوا إِلَى مَنْ أَرَادَهُ اللّٰهُ الَّذِي انْشَعَبَ مِنْ هٰذَا الْأَصْلِ الْقَدِيمِ مقصود ازیں آیہ مبارکہ غصن اعظم بودہ كَذٰلِكَ أَظْهَرْنَا الْأَمْرَ فَضْلًا مِنْ عِنْدِنَا وَأَنَا الْفَضَّالُ الْكَرِيمُ قَدْ قَدَّرَ اللّٰهُ مَقَامَ الْغُصْنِ الْأَكْبَرِ بَعْدَ مَقَامِهِ إِنَّهُ هُوَ الْآمِرُ الْحَكِيمُ قَدِ اصْطَفَيْنَا الْأَكْبَرَ بَعْدَ الْأَعْظَمِ (مجموعہ الواح مکرمہ صفحہ ۴۰۲)

کہ جب دریائے وصال جذب ہو جائے اور جس کتاب سے دنیا کا آغاز ہوا ہے۔ وہ اپنے منتہا کو پہنچ جائے۔ (یعنی بہاء اللہ جو مبدء عالم ہے۔ جب اس کے دنیا میں رہنے کا زمانہ ختم ہو جائے۔ اور عیسائیوں کے خدا کی طرح ہیکل انسانی کو چھوڑ دے) تو پھر اس شخص کی طرف توجہ کی جائے جو مَنْ أَرَادَهُ اللّٰهُ ہے۔ اور جس کی شاخ اس درخت سے پھوٹی ہے۔ جس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی جس سے مجھ بہاء اللہ کی مراد غصن اعظم (عبد البہاء) ہیں میں بڑے فضل والا اور کرم والا ہوں۔ ہم نے اپنے فضل سے اسی طرح اس امر کو ظاہر کیا ہے۔ اور غصن اکبر کا مقام غصن اعظم کے بعد رکھا ہے۔ اس کا حکم دینے والا حکیم ہے۔ اور ہم نے ہی غصن اکبر (میرزا محمد علی) کو عبد البہاء کے بعد چنا ہوا ہے۔

بہاء اللہ کی اس وصیت کی رو سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے غصن اعظم کے بعد غصن اکبر کا مقام رکھا تھا۔ اس لئے غصن اعظم (عبد البہاء) کے بعد غصن اکبر (میرزا محمد علی) کو جانشین ہونا چاہیئے۔

ان تمام واقعات سے جو اس مضمون میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ بہائی اخبار "کوکب ہند" کا بار بار یہ شائع کرنا کہ بہائیوں میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ یا بہائی فرقہ فرقہ بندی سے آزاد ہے۔ واقعات کے بالکل برخلاف ہے۔

بالآخر مجھے اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ علی محمد باب اور میرزا یحییٰ صبح ازل اور میرزا حسین علی بہاء اور بہاء اللہ کے بعد عبد البہاء (غصن اعظم) اور میرزا محمد علی (غصن اکبر) باوجود ان فرقہ بندیوں کے اپنے اصلی مقصد میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ اور ان میں سے ایک شخص بھی اپنے اصلی مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ علی محمد باب تو ناصر الدین (شاہ ایران) کے حکم سے ۱۲۶۶ہجری میں ایسے وقت اور حالات میں قتل کئے گئے جبکہ وہ اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو بھی صحیح طور پر نہ بتا سکے تھے۔ کہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دینے والی کونسی شریعت اور تعلیم وہ دنیا میں لائے ہیں۔ اور میرزا یحییٰ صبح ازل جو علی محمد باب کے وصیّ تھے۔ وہ بھی قلعہ ماغوسا (جزیرہ سائپرس) میں ۱۹۱۲ء میں فوت ہو گئے ہیں۔ اور ان کے فریق کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ میرزا حسین علی (بہاء اللہ) جو مرزا یحییٰ کے مدمقابل تھے۔ انہوں نے مرزا یحییٰ سے بھی بہت زمانہ پہلے انتقال کیا تھا۔ جن کے بعد ان کے بیٹے مرزا محمد علی (غصن اکبر) عکا کے قریب ایک محل (بہجی) نام میں اس وقت تک رہائش رکھتے ہیں۔ جہاں بہاء اللہ کا مدفن ہے۔ یہ بھی اب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ ان کے ماننے والے چند گنتی کے آدمی ہیں۔ گویا ان کا بھی خاتمہ ہے۔ صرف عبد البہاء کے ساتھ کچھ لوگ اس کی ذاتی قابلیت کی وجہ سے عقیدت رکھتے تھے۔ مگر باوجود اتنا لمبا زمانہ گذرنے کے بہائیت کے اصلی نقطۂ نظر سے عبد البہاء کو بھی کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ بہاء اللہ نے اسلام کو منسوخ قرار دیکر جو شریعت بہائیہ تجویز کی تھی۔ اس کا دنیا کے کسی گوشہ میں بھی نفاذ اور اجرا نہیں ہو سکا۔ بلکہ جہاں بھی کوئی نام کا بہائی ہے۔ وہ یا تو اس بات سے ہی بالکل بے خبر ہے کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ نے اسلام کو منسوخ قرار دیکر کوئی نئی شریعت تجویز کی تھی۔ اور یا اگر کوئی ایسا شخص ہے۔ جسے اس بات کا علم ہے۔ کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ نے کوئی نئی شریعت تجویز کی تھی تو حتی الامکان وہ خود قولاً اور فعلاً اس شریعت پر پردہ ڈالنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور جس فرقہ کے لوگ اس کے اردگرد ہوں۔ انہی کے رنگ میں رنگین ہو کر تقیہ اور

بلائے طاعون اور اس کا حقیقی علاج

(۱۷۴)

طاعون کا اصل باعث یہی ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی تحریرات میں ظاہر فرمایا ہے۔

حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ طاعون محض اس لئے ملک پنجاب میں سب ملکوں سے زیادہ حملہ آور ہے۔ کہ اسی ملک نے سب سے زیادہ خدا کی باتوں پر حملہ کیا۔ اور اسی ملک نے خدا کے مامور اور مرسل کے مقابل پر طریقۂ رہزنی اختیار کیا۔ نہ آپ سلسلۂ حقہ میں داخل ہوئے۔ نہ ہندوستان کے لوگوں کو داخل ہونے دیا۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اول درجہ کا مخالف یہی ملک تھا۔ اس لئے اول درجہ کے طاعون سے اسی ملک نے حصہ لیا۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۶)

اور فرماتے ہیں:۔

"یہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود کا نہ صرف انکار کیا گیا۔ بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ اس کے قتل کرنے کیلئے منصوبے کئے گئے۔ اس کا نام کافر اور دجال رکھا گیا پس خدا نے نہ چاہا۔ کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑ دے۔" (دافع البلاء صفحہ ۶)

اور فرماتے ہیں:۔

"یہ طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ ایک ہی سبب ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس مسیح موعود کے ماننے سے انکار کیا ہے۔ جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے۔ اور لوگوں نے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ خدا کے اس مسیح کو گالیاں دیں۔ کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا اس سے کیا۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ ان کی اس شوخی اور بے ادبی پر ان پر تنبیہ نازل کرے۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۲)

پس طاعونی عذاب کا اصل باعث اس زمانہ میں یہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے۔

قرآن میں طاعون کی پیشگوئی: اگر قرآن مجید کا مطالعہ کریں اور کتب احادیث کی ورق گردانی کریں اور گذشتہ صحف کو پڑھیں۔ تو نہایت واضح طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ الٰہی علم میں یہ مقدر تھا۔ کہ طاعون اس کے موعود مسیح کی صداقت کا گواہ ٹھہرتی اور وہ بے شمار نفوس کو لقمۂ اجل بناتی کیا قرآن مجید میں یہ خدا نے نہیں فرمایا کہ واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا باٰیاتنا لا یوقنون کہ ہم لوگوں پر ایک ایسے زمانہ میں جبکہ ان پر ہماری طرف سے صحیح طریق پر حجت قائم ہو جائیگی۔ اور وہ ہماری نظروں میں مستوجب عذاب سمجھے جائیں گے۔ ایک ایسا کیڑا نازل کریں گے۔ جو زمینی کیڑا ہو گا اور جو ان لوگوں کو کاٹیگا۔ اور انہیں زخموں پر زخم لگائیگا جنہوں نے ہمارے مامور کا مقابلہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے نشانوں پر کوئی یقین نہ کیا۔ بلکہ جھٹلایا۔ اور رد کیا۔ اور اپنی پشت پیچھے ہمارے احکام کو ردی سمجھ کر پھینک دیا۔

اس آیت کریمہ میں کتنی وضاحت اور صراحت سے عذاب طاعون کی خبر دی گئی ہے۔ کیا اس آیت قرآنی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ وہ سزا لوگوں پر بطور عذاب نازل ہوگی۔ اور یہ کہ وہ سزا حجت قائم ہونے کے بعد نازل ہوگی۔ اور یہ کہ وہ سزا ایسے کیڑے کے ذریعہ سے دی جائے گی۔ جو زمین میں سے نکلے گا۔ اور یہ سزا اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا ہوگا۔ اتنے اہم اور مختلف نتائج انسانی دماغ کو ایک اور امر کی طرف بھی متوجہ کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اتنا عالمگیر اور عظیم الشان عذاب بغیر کسی خاص مامور کی بعثت کے نہیں دیا جاسکتا۔

حدیث میں طاعون کی پیشگوئی

پھر احادیث صحیحہ میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نبی مسیح موعودؑ اور اس کے اصحاب خدا کے حضور دعا کرینگے جس پر خدا تعالیٰ ان کے مخالفین پر ایک کیڑا بھیجے گا۔ جو ان کی گردنوں میں پیدا ہو کر انہیں کاٹے گا۔ اور وہ لوگ اس کی وجہ سے یکایک اس طرح مرجائیں گے۔ کہ گویا وہ سب ایک ہی آدمی تھے۔ اس صحیح حدیث میں کس صحیح طریق پر موجودہ طاعون کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کہ وہ لوگ اس کی وجہ سے ویسے ہی فناء ہونگے۔ جیسے ایک نفس۔ اور گردنوں میں کیڑا پیدا ہونا واضح طور پر موجودہ طاعون کی طرف اشارہ ہے۔

پس قرآن وحدیث دونوں متفقہ طور پر اس امر پر شاہد و گواہ ہیں۔ کہ عین مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک شدید وباء سے لوگوں کی ہلاکت مقدر ہے۔ اور یہ کہ وہ وباء عذاب طاعون ہی ہے۔ نہ کچھ اور۔

انجیل میں طاعون کی پیشگوئی

پھر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے ان کے حواریوں نے سوال کیا۔ کہ آپ کی دوبارہ آمد کے کیا نشانات ہونگے۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا:۔

"قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئیگی اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آئیں گے"۔ (متی $\frac{24}{7}$ و لوقا $\frac{21}{11}$)

یہ بین اور روشن دلائل اسی طرف ہمیں متوجہ کرتے ہیں۔ کہ طاعون کبھی دنیا سے دُور نہ ہوگی۔ جب تک کہ دنیا کے لوگ اپنے بغض وتعصب کو دُور کر کے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو مان نہیں لیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو۔ اس کا بجز اس کے کوئی بھی علاج نہیں کہ اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کرلیا جاوے۔ یہ تو یقینی علاج ہے۔ اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے کہ اس کے انکار سے مونہہ بند کر لیا جاوے۔ اور زبان کو بدگوئی سے روکا جائے۔ اور دل میں اس کی عظمت بٹھائی جائے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الخلق عدوانا میری طرف دوڑیں گے"۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"طاعون اس حالت میں فرو ہوگی۔ جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے۔ اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں گے۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجونگا۔ تاکہ میں ان خبیثوں اور شریروں کا مونہہ بند کروں۔ جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ محض انکار اس بات کا موجب نہیں ہوتا۔ کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں تباہی بھیجی جائے۔ بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسول کا انکار کریں۔ اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں۔ تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے۔ وہ محض انکار سے نہیں۔ بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے۔ اور شریفانہ برتاؤ ان میں پیدا ہو جائیگا۔ تب یہ تنبیہ اٹھالی جائے گی۔ مگر اس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کرلیں گے۔ اور آسمانی برکتوں سے حصہ لیں گے۔ اور زمین سعادتمندوں سے بھر جائیگی"۔ (دافع البلاء صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے۔ کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دُور نہیں کرے گا۔ جب تک لوگ اُن خیالات کو دُور نہ کرلیں۔ جو اُن کے دلوں میں ہیں۔ یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں۔ تب تک طاعون دُور نہیں ہوگی"۔ (دافع البلاء صفحہ ۵)

پس اگر لوگ اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے نفوس میں تغیر پیدا کریں اور اپنے دلوں میں الٰہی خشیت وارد کریں۔ اور وہ تقوے کے لباس میں ملبوس ہو جائیں۔ دنیاداری کے ہر ایک کام سے اجتناب اختیار کریں۔ اور دعائیں کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام رشتہ داروں اور عزیزوں کو اس خطرناک عذاب سے محفوظ رکھے بکثرت توبہ استغفار کریں۔ باقی؟ محمد یعقوب۔ قادیان

اعلان

انجمن پشاور نے صوبہ سرحد میں پراونشل انجمن قائم کرنے کی تجویز کی ہے۔ اور ہر جماعت کے صدر کی خدمت میں مقاصد کی فہرست بھیجی ہے کہ وہ اس پر اظہار رائے کریں۔ اور پشاور میں جلسہ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جو امید ہے۔ کہ عنقریب منعقد ہوگا۔ یہ تجویز نہایت موزون اور مناسب ہے۔ اور اگر صوبہ کی انجمن اپنے علاقہ کی تمام انجمنوں کی کارکردگی میں معاونت کرے۔ اور نگرانی کرے۔ تو صوبہ کی تمام انجمنیں خاصی ترقی کرسکتی ہیں۔ میں تمام انجمنوں کے پریذیڈنٹ صاحبان و دیگر کارکنان کی خدمت میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ اپنی اپنی انجمن کو پراونشل انجمن کے ساتھ پورے تعاون کے ساتھ کام کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ اور پراونشل انجمن قائم کر کے اسے کامیاب بنانے میں ساعی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں تمام حصہ لینے والوں پر اپنے انعام نازل فرمائے۔ صوبہ یو۔پی۔ اور بہار کو بھی اس طرف قدم اٹھانا چاہیئے۔ بنگال نے سب سے پہلے اس انجمن کو اپنے صوبہ کے لئے قائم کیا تھا۔ الحمد للہ کہ اب سرحد کو یہ توفیق ملی ہے

مجوزہ مقاصد ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن پر جلسہ مجوزہ میں غور ہوگا:۔

۱۔ چونکہ صوبہ سرحد میں بہت سی احمدیہ انجمنیں مختلف مقامات پر پائی جاتی ہیں۔ اور متفرق طور پر ہر ایک انجمن اس قدر مضبوط نہیں۔ کہ حفاظت اسلام اور تبلیغ احمدیت کے اہم فرض کو جو احمدیہ جماعت کا فرض اولین ہے۔ کما حقہ علیحدہ علیحدہ سرانجام دے سکے۔ لہذا پراونشل انجمن کا اہم ترین فرض یہ ہوگا۔ کہ صوبہ کے اندر اس غرض کے لئے ایک متحدہ طاقت پیدا کر کے اس فرض کو سرانجام دے۔

۲۔ اس انجمن کا فرض ہوگا۔ کہ اس صوبہ کے اندر احمدیہ جماعتوں کے حقوق۔ تمدن کی حفاظت اور اسکی ترقی کے لئے نگرانی کا انتظام کرے

۳۔ جماعت کے تعلقات جو حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں انکی نگہداشت کرے

۴۔ حفاظت اسلام کے نقطۂ نگاہ سے جماعت کے تعلقات جو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہیں ان کی نگہداشت کرے۔

۵۔ غیر مسلم اقوام سرحد کے مقابل پر جماعت احمدیہ اور مسلمانان صوبہ کے تمدنی اور معاشرتی حقوق کی نگرانی کرے۔

۶۔ افراد جماعت احمدیہ پر معاندین سلسلہ کی طرف سے جو ناجائز حملے کسی نہ کسی رنگ میں ہوتے رہتے ہیں۔ انکا مناسب [illegible] کرے۔

۷۔ سرحد میں احمدی نقطۂ نگاہ سے قیام امن کی تجاویز وضع کرے۔ اور ملک کی بہبودی کے لئے اپنی خدمات پیش کرے۔

۸۔ سائمن کمیشن کی تحقیقاتی سرگرمیوں میں ان کے پروگرام کے مطابق جائز معاونت کرے۔

۹۔ مجوزہ اصلاحات میں اپنی جماعت کے حقوق اقلیت کی تحصیل کے لئے کوشش کرے۔

۱۰۔ لوکل سلف گورنمنٹ سکیم کے لئے جماعت میں سے بہترین نمائندے چن کر پیش کرے۔

ذوالفقار علیخان ناظر اعلیٰ قادیان

استہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں - نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

علیگڈھ ۸ مئی۔ وائس چانسلر علیگڈھ یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ ڈاکٹر ڈولنر کی خدمات اس غرض سے حاصل کر لی گئی ہیں۔ کہ وہ مجلس تحقیقات کی روداد کے پیش نظر یونیورسٹی کے آئین میں تبدیلیاں کریں۔ علاوہ ازیں وائس چانسلر نے انتظامی کونسل کے ارشاد کے مطابق مسٹر ایم۔ ایم شریف کو تین سال کے لئے عارضی طور پر پرو وائس چانسلر مقرر کیا ہے۔ جو یونیورسٹی کے سب سے پرانے رکن ہیں ۔

بمبئی ۳ مئی۔ سات دور افتادہ کارخانوں کے چند کاریگروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ انتہا پسند راہنما رضا کاروں کی تنظیم کر رہے ہیں۔ رضا کاروں کے گلوں میں سرخ رومال بندھے ہوتے ہیں۔ پولیس نے ایک مختصر جلوس کو منتشر کر دیا۔ بہت سے ہڑتالی کام شروع کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن دیگر ہڑتالیوں کے تشدد سے ڈرتے ہیں ۔

شولاپور ۳ مئی۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ ریاست اکال کوٹ (شولاپور سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر) کی پولیس حسب معمول قیدیوں کے ایک گروہ کو کام پر لے گئی۔ تو قیدیوں نے پولیس کو مغلوب کر لیا۔ اور بھاگ گئے۔ آزادانہ لڑائی ہونے لگی تین اشخاص ہلاک ہوئے۔ اور کچھ زخمی ہوئے ۔

لاہور ۳۰ اپریل۔ آنریبل ملک فیروز خان نون وزیر حکومت خود اختیاری حکومت پنجاب نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک ہزار روپیہ مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے عطا فرمایا ۔

شملہ ۲ مئی۔ انڈین فارسٹ سروس کا امتحان مقابلہ دہلی میں ۲۰ اگست ۲۸ء سے شروع ہو جائے گا کامیاب طلباء کو سروس کی ٹریننگ حاصل کرنا ہوگی ۔

مدراس ۸ مئی۔ کریام ضلع تناولی میں لوگوں نے چار سال سے عدم ادائیگی ٹیکس کی مہم جاری کر رکھی ہے۔ لوگ یونین بورڈ کو کسی قسم کا ٹیکس ادا نہیں کرتے ٹیکس خود جمع کر لیتے ہیں۔ اور اس جمع شدہ رقم کو صفائی۔ روشنی۔ پانی اور اسی قسم کی دیگر ضروریات پر صرف کرتے ہیں۔ یونین بورڈ کو یہ اختیارات حاصل ہو چکے ہیں۔ کہ جس طرح چاہے ان لوگوں سے ٹیکس وصول کرے۔ کریام کے لوگوں نے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے نام ایک چٹھی بھیجی ہے۔ جس میں یہ درج ہے۔ ہم اپنے گھر کا انتظام خود کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم کسی دوسرے کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتے ۔

ناگپور ۵ مئی گذشتہ ہفتہ کے دوران میں سیواجی کی سالگرہ کی تقریب کے سلسلہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین چندر بھوا کے مقام پر جو فساد رونما ہوا تھا اس کے سلسلہ میں اس وقت تک ۱۵ مسلمانوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ توقع ہے۔ کہ مزید گرفتاریاں بھی عمل میں لائی جائیں گی ۔

پونہ ۸ مئی۔ مہاراشٹر پراونشل کانفرنس کے اجلاس میں جس وقت اچھوت ادھار اور مختلف جاتیوں میں ذات پات کی تفریق اڑا دینے کا رزولیوشن پیش ہوا تو اس پر گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ صدر نے اس رزولیوشن پر بحث کی اجازت نہ دی ۔

ہوشیارپور سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر موضع لمبا سا میں ایک بوڑھا رہتا ہے جس کی عمر ۱۲۰ سال کی ہے۔ اس بوڑھے کا بیان ہے۔ کہ اس نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے باتیں کی ہیں۔ اس بوڑھے کی صحت بہت اچھی ہے۔ نظر پہلے سے اچھی ہو رہی ہے اس کے سر کے بال سیاہ ہیں۔ اور نئے دانت پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ بوڑھا اب بھی ایک پاؤ گھی ہضم کر جاتا ہے

لاہور ۸ مئی۔ مسٹر جسٹس براڈوے نے پیپل وہڑہ لاہور کے مشہور قتل و لوٹ وغیرہ کے مقدمہ میں مسلمان ملزمان کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا۔ اور اپیل نامنظور کر دیا ہے ۔

لاہور ۵ مئی۔ آج پنجاب کونسل میں سوالات و جوابات کے بعد سر فضل حسین نے تحریک پیش کی۔ کہ کمیشن کے ساتھ مل کر کانفرنس کرنے کے لئے لیجسلیٹو کونسل کے سات نمائندوں کا انتخاب Single transferable کے ذریعہ فرقہ وارانہ نمائندگی کے تناسب کے اصول پر ہو۔ نیشنلسٹ پارٹی خاموش رہی۔ باقی تمام ممبران بھی خاموش رہے صاحب صدر نے دو منٹ تک انتظار کیا۔ لیکن سارے ہال میں ایک بھی نو (NO) کی آواز نہ آئی۔ صاحب صدر نے قرار دیا۔ کہ تحریک پاس ہو گئی ہے۔ اور پرچہ جات نامزدگی پرسوں سوموار کو داخل کئے جائیں۔

شملہ ۵ مئی۔ انڈین سول سروس کا جو امتحان مقابلہ گذشتہ جنوری دہلی میں ہوا تھا۔ اس میں حسب ذیل امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ مسٹر جی۔ وی آئر مسٹر پی۔ ایم منین۔ مسٹر ایس۔ بی سکینہ۔ مسٹر آر ایل گپتہ مسٹر ایس جے راؤ۔ مسٹر آر ایس کرشنا سوامی ۔

پنجاب سول سیکرٹریٹ کے دفاتر ۱۲ مئی ۲۸ء کی سہ پہر کو لاہور میں بند ہوں گے۔ اور ۱۷ مئی ۲۸ء کی صبح کو شملہ میں کھلیں گے ۔

بنارس ۶ مئی۔ بھارت دھرم مہامنڈل کے مشہور پرچارک سوامی دیانند جی پر ایک سنیاسی نے چاقو سے قاتلانہ حملہ کیا۔ سوامی جی کے جسم پر ۱۶ کے قریب زخم لگائے۔ سوامی جی ہسپتال...

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۴ مئی۔ معاملات مصر کے متعلق لارڈ برکن ہیڈ اور سر ولیم جانسن ہکس نے جو تقریریں کی ہیں۔ ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ حکومت مصر کے جواب کو اطمینان بخش قرار نہیں دیتا۔ اور اس سے اپنے مطالبات کو منوانے کے لئے اسے شدید تدابیر اختیار کرنا پڑیں گی ۔

وارسا ۷ مئی۔ شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ وارسا سے ماسکو کو روانہ ہو گئے۔ ریلوے اسٹیشن تک صدر جمہوریت اور میڈیم موس کریکا ہمرکاب تھے۔ شاہ افغانستان نے آخری ملاقات میں وارسا تشریف لانے پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور امید ظاہر کی۔ کہ پولینڈ اور افغانستان کے باہمی تعلقات روز افزوں ترقی کریں گے ۔

صوفیہ ۳ مئی۔ بلگیریہ کے شمالی حصہ میں طوفان نے تباہی کا عالم پیدا کر دیا ہے۔ بہت سے مکان اور درخت گر پڑے ہیں۔ ایک مسجد بھی مسمار ہو گئی ہے۔ اور ۲۰ آدمی زخمی ہوئے ہیں ۔

لنڈن یکم مئی۔ پارلیمنٹ کا افتتاح فرماتے ہوئے ملک معظم کی تقریر میں سپریم کورٹ سے متعلقہ قوانین کی تدابیر کا ذکر کیا گیا۔ گذشتہ ماہ نومبر میں اغلباً وائیکونٹ کیو لارڈ چانسلر نے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ میں اس نوعیت کا ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کرونگا۔ اب یہ بل ہاؤس آف لارڈز کی Committee Stage میں پہونچ چکا ہے۔ اس بل کی رو سے پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے دو ہندوستانی جج ایڈیشنل ممبر ہوا کریں گے۔ اور ان کو سالانہ دو ہزار پونڈ تنخواہ ملا کرے گی ۔

شنگھائی ۳ مئی۔ ہوائی جہازوں نے شنگھائی پر بم برسائے۔ ایک بم توپ پرستوں کے قریب جا گرا۔ دو عورتیں زخمی ہو گئیں۔ شنگھائی سٹلمنٹ میں بے چینی پھیل گئی ہے ۔

قسطنطنیہ ۳ مئی۔ آدھی رات کے قریب ایک شدید زلزلہ آیا۔ جو دس سیکنڈ تک رہا ۔

لنڈن ۳ مئی۔ مس میو مصنفہ کتاب "مادر ہند" جرمنی میں قیام کرنے کے بعد لنڈن پہونچ گئی ہے ۔

ماسکو ۳ مئی۔ تاجدار افغانستان آج یہاں رونق افروز ہوئے۔ شاہی ٹرین کے ساتھ سرحد کے ہوائی جہاز بھی تھے۔ نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا گیا ۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا